جذباتِ وحیہ

نعتیہ کلام

خطیبِ اعظم حضرت مولانا شاہ وحیہ الدین احمد خاں صاحب
قادری مجددی

شائع کردہ

مکتبہ وزیریہ۔ محلہ انگوری باغ
رامپور۔ یو۔ پی

سلسلۂ مطبوعات مکتبۂ وزیریہ نمبر ۵

نام کتاب .... جذباتِ وجیہ

کلام - وجیہ الدین احمد خاں قادری

بار اول اپریل ۱۹۸۳ء / رجب المرجب ۱۴۰۳ھ

کاتب - شہزادہ جادو رقم

مطبع ناظم پریس رامپور

تعداد ۶۰۰

قیمت

ناشر

مکتبۂ وزیریہ - محلہ انگوری باغ - رامپور یوپی .

۲۴۴۹۰۱

فہرست

نمبر شمار	مصرعہ وار	صفحہ نمبر
۱	فہرست	۳
۲	ابتدائیہ (از مصنف)	۴
۳	سارے عالم کا پاسباں ہے وہ (حمد)	۸
۴	الصبح بدا من طلعتہ (تضمین بر نعت عربی)	۱۰
۵	جو چمک رہا ہے چہار سو فخر عرب کا وہ نور ہے	۱۲
۶	تم نور ہو ظلمت کو مٹایا ہے تمہیں نے	۱۴
۷	گر رسول ہاشمی دیکھیں پریشانی مری	۱۵
۸	تمہاری ذات سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی	۱۷
۹	چُنا ہے رب نے یہ بندہ کا انتخاب نہیں	۱۹
۱۰	نورِ خدا وہ حسن سراپا تمہیں تو ہو	۲۱
۱۱	پایا ہم نے اپنے نبی کو فقر پسند اور خاک نشیں	۲۳
۱۲	نبی نے طیبہ و بطحا کی ایسی کی نگہبانی	۲۵
۱۳	ہو تم اپنے ولا کے مولا تمہارا	۲۷
۱۴	ہمارے دل میں مہماں شاہ دیں ہے	۲۹

نمبر شمار	مصرعہ وار	صفحہ نمبر
۱۵	محمد مصطفےٰ ہیں ابر نیساں	۳۱
۱۶	وہ رحمت عالم ہادیٔ کل محبوب خدائے برتر ہے	۳۳
۱۷	کل جہاں معطر ہے اپنے عطر داں مدینے میں	۳۴
۱۸	بہت دنیا میں آئے اور گئے رشتہ ہدیٰ والے	۳۶
۱۹	ہمارا ایمان اور دیں ہے کہ کعبہ قطعاً خدا کا گھر ہے	۳۸
۲۰	ہے اک دُرج صدف پر زمانہ	۴۰
۲۱	سیہ دل اور سواد معصیت امید افزا ہے	۴۱
۲۲	وہ سرور دنیا سرور دیں وہ فخر دو عالم حق کا امیں	۴۳
۲۳	محمد عربی کا نہ پوچھ جاہ و جلال	۴۴
۲۴	اے حسن کے پیکر جلوۂ حق عالم کی ضیا نور باری	۴۵
۲۵	فیوض آسمانی کو زمیں پر کون لایا ہے (مسدس)	۴۷
۲۶	امتی ہوں نبی امی کی پھر کیسے کہوں میں جاہل ہوں	۵۰
۲۷	سوتے سے نہ احمد کو اٹھایا شب معراج	۵۱
۲۸	سج گیا جہان فلک جہان میزبانی سے	۵۲
۲۹	اے نور جمال کبریائی (نعت فارسی)	۵۳

نمبر شمار	مصرعہ وار	صفحہ نمبر
۳۰	محبوبِ حق خیر البشر آں مظہرِ نورِ خدا (نعت فارسی)	۵۵
۳۱	انت مولائی حبیبی انت محمود المقام (نعت عربی)	۵۶
	مدحِ قرآن	
۳۲	جاں پاک ہوئی دل صاف ہوا قرآں کی لطافت کیا کہیے	۵۸
۳۳	دیا وحیِ الٰہی نے ہمیں حق پاسبانی کا	۶۰
۳۴	ہمارا عقیدہ ہے ایماں ہمارا	۶۲
۳۵	متاعِ کون و مکاں مرجعِ انام ہے یہ	۶۴
۳۶	شریعت ساز ہے سازِ طریقت کی صدا ہے یہ	۶۶
۳۷	فصاحت کا چمن ہے اور بلاغت کا گلستاں ہے	۶۸
۳۸	الٰہی ہم نے قرآں کو پڑھا ہے (مسدس)	۶۹
	نظمیں	
۳۹	چمن میں پھول کھلتے ہیں نظر مسرور ہوتی ہے (بلبل مسدس)	۷۱
۴۰	اب نیا دور ہے ہر بات نئی بھاتی ہے (")	۷۳
۴۱	جو چاہے سمجھے مجھ کو سارا زمانہ	۷۶
۴۲	قطعات اردو	۷۸
۴۳	رباعیات فارسی	۷۹

ابتدائیہ

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم۔ امابعد

میرے لکھے ہوئے نعتیہ اشعار کا مجموعہ آپ کے پیش نظر ہے میں نہ شاعر ہوں نہ کسی شاعر کی شاگردی کی ہے نہ شعر کہنے کی مشق کی ہے۔ نہ شعرا کے کلام کا کثرت سے مطالعہ کیا ہے۔ اس کے باوجود بھی کبھی کبھی اشعار موزوں ہو گئے جس کی وجہ میرے نزدیک سوائے اس کے کچھ نہیں کہ میں اپنے پیر و مرشد حضرت مولانا وزیر محمد خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۲۵ء) کی توجہات کا مرکز رہا ہوں اور آج بھی وہ توجہات میری رگ و پے میں جاری و ساری ہیں۔ انھیں توجہات کی بنا پر دماغی تخیلات اور قلبی جذبات بصورت اشعار قلم بند ہو گئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اشعار نہ کلام کہے جانے کے مستحق ہیں نہ لکھے جانے اور چھپوانے کے قابل، لیکن بعض مخلصین کے پیہم اصرار پر میرے نواسے مولوی مظاہر اللہ خاں نے انھیں "جذبات وجیہ" کے نام سے

جمع کر لیا ہے ان کا اصرار ہے کہ انھیں طبع کرایا جائے اور اب مجھ سے اجازت کے لیے مُصر ہیں۔ میں چونکہ اپنی عادت قدیمہ کے تحت کسی کی دل شکنی پسند نہیں کرتا ہوں اس لئے ان کو اجازت طبع دیتے ہوئے ارباب علم خصوصاً شعرائے کرام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان اشعار کی فنی خامیوں اور کوتاہیوں کو نظر انداز فرمائیں۔

میرے اشعار مختلف اصناف سخن پر مشتمل ہیں لیکن یہ مجموعہ صرف نعتیہ کلام پر مبنی ہے۔ میرے نزدیک یہی قابل ترجیح ہے تاکہ رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہات عالیہ اور برکات ذاتیہ سے نوازا جاؤں اور اس کے پڑھنے اور سننے والوں کا وقت بھی عبادت میں شمار ہو اور دلوں میں حبیب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی الفت و محبت کے جذبات موجزن ہوں۔ کیونکہ مومن کے لیے حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زائد کوئی نعمت نہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اہم کوئی فضیلت نہیں۔ اس لیے کہ مومن کا کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر مبنی ہے پس جو آپ کی رسالت عامہ اور مراتب عالیہ کا اقرار نہیں کریگا وہ مومن نہیں ہوگا اس کے لیے صرف کلمۂ توحید کا اقرار بے سود ہوگا۔ وفقنا اللہ وسائر المومنین لحب اللہ ورسولہ والعمل حسب مرضاتہما

۲۰ جنوری ۱۹۸۰ء

وجیہ الدین احمد خاں قادری
انگوری باغ رامپور

حمدِ باریِ تعالیٰ

سارے عالم کا پاسباں ہے وہ　　　پوری دنیا پہ مہرباں ہے وہ
مالکِ ملکِ دو جہاں ہے وہ　　　جلوہ ظاہر ہے اور نہاں ہے وہ

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

اُس نے حیواں کو زندگی بخشی　　　اُس نے انساں کو زیرکی بخشی
اُس نے روحوں کو تازگی بخشی　　　اُس نے عقلوں کو روشنی بخشی

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

پھول بوٹے دمیں سے گلشن میں　　　ماہ و انجم فلک کے دامن میں
مست چڑیاں ہر اک نشیمن میں　　　گھستے ہیں وحوش اپنے مسکن میں

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

ب جو اور اس کا ہر قطرہ　　ریگِ صحرا اور اس کا ہر ذرّہ
اغ و گلشن اور اس کا ہر سبزہ　　پھول کہتے ہیں اور ہر غنچہ

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

ہی حاجت روا ہے اے آقا　　تو ہی مشکل کشا ہے اے آقا
ہی جاں کی دوا ہے اے آقا　　تو ہی دل کی جلا ہے اے آقا

مالکُ الملک لاشریک لہٗ
وحدہٗ لا الٰہ الّا ھو

الصبح بدا من طلعتہ
واللیل دجیٰ من وفرتہ

وہ صبحِ ازل کا نورِ مبیں۔ وہ شام ابد کا پردہ نشیں
وہ جانِ ضیائے دین متیں۔ وہ گیسوؤں والا چاند حسیں
الصبح بدا من طلعتہ واللیل دجیٰ من وفرتہ

عالم کی چمک آدم کی ضیا۔ وہ روئے منور نورِ خدا
وہ چاند سا مکھڑا شمس نما۔ وہ صبح منور زلفِ دوتا
الصبح بدا من طلعتہ واللیل دجیٰ مِن وفرتہ

وہ معدن جود و لطف و عطا۔ وہ مخزنِ فیض و کانِ سخا
وہ قبلۂ عالم قبلہ نما۔ وہ نور دلا وہ جانِ نورِ ہدیٰ
کنز الکرم مولی النعم ہادی الامم لشریعتہ

وہ نور کا پتلا پاک بدن۔ مکہ کی ضیا طیبہ کی پھبن
وہ فخر قریش و فخر زمن۔ وہ نورِ خدا کی پہلی کرن
ازکی النسب اعلی الحسب کل العرب فی خدمتہ

ظاہر میں وہ مفلس اور فقیر۔ معنی میں غنی شاہوں کا امیر
کمبل میں چھپا اک بدر منیر۔ دنیا میں وہ سلطاں حشر میں میر

فاق الرسل فضلاً و علیٰ۔ وھدی السبل لدلالتہ

تسخیر میں ان کی سارا جہاں۔ با اشارہ کون و مکاں
انگشت سے جاری بحر رواں۔ ہر ایک عمل قدرت کا نشاں

سعت الشجر نطق الحجر۔ شق القمر باشارتہ

قبلے سے چلا قبلے کو چلا۔ وہ قبلۂ عالم قبلہ نما
جب فرش سے وہ تا عرش گیا۔ معراج سے اسکی عرش سجا

جبریل اتی لیل اسریٰ۔ والرب دعاہ لحضرتہ

حق سے جو شرف ہے انکو ملا۔ پہلوں میں کسی کو بھی نہ دیا
امت کے لئے بھی وعدہ کیا۔ بخشیں گے کرم سے ان کی خطا

نال الشرفاء واللہ عفا۔ عما سلفا من امتہ

سردارِ زمیں سردارِ زماں   سردار فلک سردار جناں
سردار دل و جاں جانِ جہاں   سردار وجیہ ہیچمداں

فمحمدنا ھو سیدنا۔ فالعز لنا لاجابتہ

جو چمک رہا ہے چہار سو قمرِ عرب کا وہ نور ہے
جو نظر نہ آئے تجھے کہیں تو تری نظر کا قصور ہے

مجھے ناز ہے نہ غرور ہے مگر اتنا مجھ کو شعور ہے
مرے سر پہ ہے قدمِ نبی قدمِ نبی کا غرور ہے

وہی ہوش ہیں وہ دماغ وہ دل جو نبی کے عشق میں چور ہیں
یہی بے خودی تو ہے عقلِ کُل یہ نشہ شرابِ طہور ہے

وہ خدائے واحدِ لم یزل نہ مکاں میں ہے نہ زماں میں ہے
جسے کہئے نورِ محمدی اسی نور کا یہ ظہور ہے

ترے عشق کا ہے معاملہ تری نیتوں پہ مدار ہے
شہِ دو جہاں کی شعاعِ رخ نہ قریب ہے نہ وہ دور ہے

مجھے اعتراف ہے طور کا میں مُقر ہوں جاہِ کلیم کا
مگر اے حبیبِ خدائے حق ترا سنگِ در بھی تو طور ہے

جو نگاہ ساقیِ حشر نے ہمیں جامِ عشق پلا دیا
اُسی جام بادۂ عشق کا رنگ ہے پئے ہیں اب بھی سرور ہے

مجھے کیا خبر ہے جمال کی مجھے کیا پتہ ہے کمال کا
وہ حبیبِ خالقِ حسن ہیں مجھے اس قدر ہی عبور ہے

نہ وہ زینتِ چمنِ نبیؐ نہ وہ رونقِ درِ مصطفےٰ
درِ مصطفےٰ کا غبار راہ یہ وجہِ خستہ ضرور ہے

تم نور ہو ظلمت کو مٹایا ہے تمہیں نے
انوار کو سینوں میں سمایا ہے تمہیں نے

عقلیں بھی تھیں اور دل بھی تھے پر خواب گراں میں
سوتی ہوئی عقلوں کو جگایا ہے تمہیں نے

اجسام توانا تھے مگر جاں میں نہ تھی جاں
بے جان کو جاندار بنایا ہے تمہیں نے

اللہ کا کعبہ تھا صنم خانۂ مشرک
توحید کا رنگ اس پہ چڑھایا ہے تمہیں نے

آدم کے زمانے سے تو انسان ہیں موجود
انسان کو انسان بنایا ہے تمہیں نے

اللہ سے تھی دور بہت خلقِ زمانہ،
مخلوق کو خالق سے ملایا ہے تمہیں نے

انجام کی ہے فکر مجھے تم ہی سنبھالو
آغازِ دبیرؔ پہلے سنبھالا ہے تمہیں نے

وقعۂ حاضری دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

سنہ ۱۳۹۶ھ - سنہ ۱۹۷۶ء

رسولِ ہاشمی دیکھیں پریشانی مری
دُور ہو جائے ابھی آشفتہ سامانی مری

رحمتِ عالم ہو تم اور نعمتِ باری ہو تم
دیکھ لو شانِ کریمی سے پشیمانی مری

حبِ حق کی منزلیں زائد سے زائد ہیں کٹھن
آپ کے قبضے سے کب باہر ہے آسانی مری

آپ کو اللہ نے مالک بنایا ہے حضور
قیمتی کر دیجئے سرکار ارزانی مری

سر سے پا تک نور ہو اور ہر طرف نورِ خدا
نور کے صدقے میں کر دو روح نورانی مری

دامنِ اُمید پھیلا ہے کرم کی آس ہے
کاش آقا دیکھ لیں کوتاہ دامانی مری

زینتِ اعمال سے عریاں ہوں پردہ ڈال دو
حشر میں رسوا نہ کر دے مجھ کو عریانی مری

مصطفےٰ و مجتبیٰ شاہ و گدا کے پیشوا
شافعِ روزِ جزا کیجئے نگہبانی مری

یہ وجیہِ بے نوا درخواست کرتا ہے شہا
ظلمتوں سے پاک کر دو شمع ایمانی مری

تمہاری ذات سے ہم نے خدا کی ذات پہچانی
تمہاری ہی بدولت ہم نے جنت کی زمیں جانی

تمہارے ہاتھ سے پہنچا ہمیں قرآن کا نسخہ
علاجِ جسمِ انسانی دوائے دردِ روحانی

تمہارے فیض کا احسان ہے سارے زمانے پر
تمہیں ناز کرتی ہے سدا تاریخِ انسانی

سخاوت اک کنیزک ہے انھیں کے قصرِ شاہی کی
شجاعت مانگتی ہے ان کے در پہ حقِ دربانی

تحمل بُردباری وہ کہ شق ہو طور کا سینہ
تجمل وہ کہ شرما جائے جس سے حسنِ کنعانی

حیاتِ مصطفےٰ میں زندگی کے کتنے جوہر ہیں
کہ جن کے لاڈلے بیٹے ہیں محی الدین جیلانی

غلام مصطفےٰ اسرارِ حکمت کا وہ دریا ہے
کہ جس کا ایک قطرہ ہیں نکاتِ علم لقمانی

محمد مصطفےٰ کے نور سے عالم منور ہے
کہ جن کی ذات ہے نورِ خدا اور شکل نورانی

وجیہ زار تو بھی مانگ لے کچھ اپنے آقا سے
وہاں سب کچھ ہے لیکن تجھ میں ہے تو نادانی

چنا ہے رب نے یہ بندہ کا انتخاب نہیں
قسم خدا کی نبی کا کوئی جواب نہیں

وہ بے بدل ہیں نظیر بھی ان کی ناممکن
وہ لاجواب ہیں ان سا کوئی جواب نہیں

نبی کے در پہ بھکاری سے ٹھہرا اے زاہد!
کسی گدا کا ستانا کوئی ثواب نہیں

طبیب یادِ نبی ہیں مجھے تڑپنے دے
جنونِ عشق کی آتش کوئی عذاب نہیں

ذرا تو ہوش کی لے مدعی عقل و خرد
خراب بادۂ عشقِ نبی خراب نہیں

بڑھا رہے ہوش و خرد اور کبھی نہ گرنے دے
نگاہِ ساقیٔ کوثر ہے یہ شراب نہیں

خدا کا فضل ہے ہر داغ سے مبرا ہے
رخِ حبیب خدا ہے یہ ماہتاب نہیں

دل و دماغ کو ٹھنڈا کرے تجلی سے
یہ مہر روئے محمد ہے آفتاب نہیں

یہ غارِ ثور میں صادق سے نبی نے کہا
خدا ہو ساتھ تو دشمن کی کوئی تاب نہیں

وہ دورِ حضرتِ فاروق وہ فتوحِ بلاد
کوئی مقام ہے جس جا وہ فتح یاب نہیں

بنایا دینِ مکمل کا ایک شیرازہ
غنی کی ذات فقط جامع کتاب نہیں

یہ کیا بلا ہے کہ مسلم کو خاک کر ڈالا
سبب یہ ہے کہ غلامِ ابو تراب نہیں

نبی کی لختِ جگر اور رہا تھ میں چھالے
نمونہ یدِ بیضا ہیں یہ خضاب نہیں

حسن حسین ہیں وہ پھول جو نہ کمھلائیں
خدا کی خلد کے ریحان ہیں گلاب نہیں

ہیں بے حساب گناہ وجیہہ اے مولا
ترے کرم کا بھی لیکن کوئی حساب نہیں

نورِ خداوہ حسنِ سراپا تمہیں تو ہو
طیبہ کے چاند دل کا اجالا تمہیں تو ہو

محبوبِ حق جمیلِ زمین و زماں ہو تم،
وہ روئے حسن جس نے سجایا تمہیں تو ہو

ہے اک تمہارے نور سے کونین کا جمال
یوسف سا حسن نورِ زلیخا تمہیں تو ہو،

روحِ وجودِ جانِ تجلّی جلائے دل
سدرہ کا نور عرش کا جلوہ تمہیں تو ہو

بیمارِ غم مریضِ معاصی کا ہو علاج
کُل دکھ بھرے دلوں کا مداوا تمہیں تو ہو

شفقت کی آس رحم و کرم کا مجسمہ
ٹوٹے ہوئے دلوں کی تمنا تمہیں تو ہو،

زینتِ بطحا رونقِ کعبہ عزت و قبلہ رفعتِ طیبہ

نورِ نبی کی سب ہیں شعاعیں ذاتِ نبی ہے ماہ جبیں

بیٹا ہو کر فخرِ آدم اُمّی ہو کر سب سے اعلم

عرش سے بہتر کعبہ سے افضل قبرِ نبی کی پاک زمیں

نعتِ وحیدی مدحِ رسالت مدحِ رسالت حمدِ الٰہی

حمدِ الٰہی شکرِ عطایا شکرِ عطایا دُرِّ ثمیں

نبی نے طیبہ و بطحا کی ایسی کی نگہبانی
کہ حیرہ سے بھی ٹھکرانے لگے وال تاج سلطانی
تبسم ان کا گوہر پاش جو ہر ریز نورانی
انھیں قدموں سے ہے دُرِّ عدن لعلِ بدخشانی
رہی حدِّ نظر تک مہر و انجم کی درخشانی
دلوں کو کر گئی روشن وہ تھی حضرتؐ کی پیشانی
نجاشی بن گیا پروانہ جب شمع نبوت کا
تو ظلمت بن گئی حبشہ میں وجہِ نور افشانی
خدا نے عرش پر لہرا دیا پرچم محمد کا
ہوا میں رہ گیا اُڑتا ہوا تختِ سلیمانی
زمیں سے چرخ پر پہنچے مسیحا اور احمد کو
زمیں سے عرش پر لائی ہے محبت کی نگہبانی
عرب اک گوشۂ صحرا میں گمنامی کے بندے تھے
خدا کے ایک بندے نے انھیں دی جہاں بانی

کلیجے اہلِ محشر کے پگھل جائیں گے ہیبت سے
شفیع المذنبیں کے چند کلمے اور آسانی

ابھی تم دیکھ لینا پیار آجائے گا رحمت کو
ذرا میٹھی نظر سے دیکھ لیں محبوبِ ربانی

جہان خلق خالق سے تھا کوسوں دور مدت سے
سکھا دی ایک اُمی نے خدا بینی خدادانی

خدا جانے کہ ختم المرسلیں کا مرتبہ کیا ہے
کہ جن کے اُمتی ہیں شاہ اجمیری و جیلانی

امام الانبیاء ختم الرسل کو پیش کر ہدیہ
درود دل کا سلام و کل یہی ہے حکمِ قرآنی

بس اک درخواست ہے آقا وجیہہ پُر معاصی کی
بقلبے تام کاپی لِلّہ غنا لے ٹھاٹ پر پاتی

ہو تم اپنے مولا کے مولا تمہارا
ہر اک عبد و آقا ہے بندہ تمہارا

ہے مشہور عالم میں سایہ نہیں تھا
وہ عالم کے سر پہ ہے سایہ تمہارا

نہ حاجت ہے اعجاز کی اہلِ حق کو
کہ برہانِ حق ہے سراپا تمہارا

نہیں کعبہ و بیتِ مقدس پہ موقوف
وہ قبلہ ہے دل جس میں جلوہ تمہارا

ذرا میٹھی نظریں ہوں شیریں تکلم
تو ہو جائے سیراب پیاسا تمہارا

خضر آبِ حیواں پہ کیوں کر ہو نازاں
مسیحا بھی پڑھتا ہے کلمہ تمہارا

اسی کا سمندر بھی ہے ایک قطرہ
کرم کا جو جاری ہے دریا تمہارا

فدا ابنِ جوشؔ رہے یہ بجا ہے
مگر انبیاء میں ہے چرچا تمہارا

بنائی رُسل نے جو تعمیرِ دینی
تو لہرایا آ کر پھریرا تمہارا
خدا معطیِ خیر ہے تم ہو قاسم
ہمیں کب ملے گا عطیہ تمہارا
جو دیکھے کبھی خواب میں تم کو شاہا
تو ہو جائے دل سے وہ شیدا تمہارا
ہر اک اشک رشکِ گہر کیوں نہ ہووے
جو بہتا ہے فرقت میں شیدا تمہارا
ہے شمس و قمر کی تو قسمت میں گردش
مگر ایک جا ہے ستارا تمہارا
وجبہِ گنہگار پہ بھی نظر ہو
کہ وہ بھی تو ہے نام لیوا تمہارا

ہمارے دل میں جہاں تمنا ہے
ہمارا دل مدینے کی زمیں ہے
وہی از فرش تا عرش بریں ہے
تو کیا خالی کوئی اس سے زمیں ہے
ہے ہر ظلمت میں اس کی جلوہ ریزی
کہ جیسے ابر میں ماہِ مبیں ہے
محمد کی بلندی لامکانی،
تواضع میں عجب نیچی زمیں ہے
زمیں پر مختصر تو تا سا حجرہ
ادھر قدموں میں فردوس بریں ہے
ادھر دامن میں چھپتے ہیں خطاکار
ادھر دیکھو دیدہ آستیں ہے

اُدھر دیکھو کہ ہیں محبوبِ رزّاق
اِدھر دیکھو غذا نانِ جویں ہے

بھرے بازارِ محشر میں ہیں جا کر
کروں گا کیا دلِ مردہ حزیں ہے

وجیہِ زار کے سینے میں روشن
چراغِ رحمۃ اللعالمیں ہے

جمال اللہ کی دل میں طلب ہو
تو ہر درگاہ دیں میں قطبِ دیں ہے

ہمیں ہے اک امام الدیں کی خواہش
اور اپنا سر ہے احمد کی زمیں ہے

وزیرانِ محمد جا بجا ہیں
ہر اس ایوان کا نقش و نگیں ہے

ہمیں تو چاہیئے اک نورِ ممتاز
کہ ظلمت آج تک دل میں مکیں ہے

○

محمد مصطفےٰ ہیں ابرِ نیساں — محمد مصطفےٰ بحرِ دُر فشاں
مد مصطفےٰ نورِ دل و جاں — محمد مصطفےٰ محبوبِ یزداں
محمد مصطفےٰ شاہِ رسولاں

مد مصطفےٰ نورِ زمانہ — نبی ہاشمی دُرِّ یگانہ
لاتِ نبوت کا خزانہ — پھٹی کملی میں اک تاجِ شہانہ
وہ تاجِ انبیا تاجِ رسولاں

دُرِ دریائے سعادت — محمد ضوءِ انوارِ ہدایت
مد گوہرِ دُرجِ نبوت — محمد نیرِ بُرجِ رسالت
محمد نورِ خورشید درخشاں

ت ہے منزلت عالی نبی کی — خدا کا عرش ہے کرسی نبی کی
ی شان ہے ایسی نبی کی — خدا نے خود حفاظت کی نبی کی
بنا کر اُن کو امت کا نگہباں

کی ذات ہے، وہ ذاتِ عالی — اطاعت جس نے کی جنت کما لی
یشی میں جب کوئی سوالی — کبھی آیا نہیں اُس در سے خالی
یہ کیوں خالی ہے اب تک میرا داماں

غریبوں کی حمایت ان کا شیوہ امیروں کی ہدایت ان کا شیوہ
یتیموں پہ عنایت ان کا شیوہ فقیروں پر سخاوت ان کا شیوہ
غرض ہر دکھ بھرے دل کا وہ درماں

یہ مانا پھول ہیں صدیق اکبر گلِ رعنا عمر عثمان و حیدر
مہکتے ہیں سدا شبیر و شبر شہِ بغداد بھی تو ہیں معطر
محمد ہیں مگر سب کے گلستاں

کمالِ مصطفےٰ کی قدر و قیمت جمالِ مصطفےٰ کی زیب و زینت
جلالِ مصطفےٰ کی شان و عزت وجیہہ زاراں کی سچی مدحت
نہیں سمجھا کوئی جز ذاتِ رحماں

رحمت عالم ہادیِ کل محبوبِ خدا سے برتر ہے
م کی چمک آدم کی دمک اک نورِ خدا کی پھبک ہے
صورت سے عیاں انوارِ خدا اور دل میں نہاں اسرارِ خدا
باتوں میں دُرِ رخشانی ہے اور چاند سا رُخِ انور ہے
ان کی جھولی میں نورِ حسیں تا روز دل کی نگری میں ماہِ جبیں
آنکھوں کی نظر مازاغ بھری اور عرش سے اونچا منظر ہے
قدموں کی زمیں گردوں سے بڑی اور چرخ بنا قدموں کی زمیں
قدموں پہ جھکی جو پیشانی خورشیدِ فلک سے بہتر ہے
کے حرم کو پاک کیا طیبہ کا حرم بنوا ہی لیا
ن سے بھی حق منوا ہی لیا وہ آپ کی ذاتِ اطہر ہے
اللہ نے ان کو جانا ہے مومن کے بھی دل نے مانا ہے
منکر نے بھی یہ پہچانا ہے وہ ہادیِ پیغمبر ہے
ے شاہِ عرب سلطانِ عجم سردارِ زمیں سالارِ فلک
سن لیجئے وجہِ خستہ سے شکووں سے بھرا اک دفتر ہے

کُل جہاں معطر ہے عطرداں مدینے میں
روشنی ہے عالم میں ضو فشاں مدینے میں

واقعہ ہے طولانی قصہ مختصر یہ ہے،
کائنات قالب ہے اور جاں مدینے میں

جن ہوں یا کہ انساں ہوں اصل میں یہ مردہ ہیں
جانِ ذکرِ باری ہے جانِ جاں مدینے میں

لامکاں پہ پہنچے وہ بیتِ اُمِّ ہانی سے
رہتے ہیں دلوں میں وہ ہے مکاں مدینے میں

یاد آگئی قصوا اور درِ ابو ایوّب
جب کبھی نظر آئے ساربان مدینے میں

شمس اک نکل آیا عائشہ کے حجرے سے
جب بلالِ حبشی نے دی اذاں مدینے میں

رازِ عشق پنہاں ہے عاشقانِ احمد کا
تیر دل میں مخفی ہے اور کماں مدینے میں

حسنِ خلق سرورِ دیں جس پہ ہے خدا شاہد
ہم نے اس کی دیکھی ہیں جھلکیاں مدینے میں

قسمتِ بنی آدم مدتوں سے اُلجھی تھی
دستِ حق نے سلجھائیں گتھیاں مدینے میں

اے وجیہ وہ ہوگا کامیاب محشر میں
ہو چکا ہے جو پہلے کامراں مدینے میں،

بہت دنیا میں آئے اور گئے رُشد و ہدیٰ والے
مگر بڑھ کر رہے سب سے جو تھے کوہِ صفا والے

بالا پہ بہت محب کی اُمتی اور گوشۂ مدفن
بحمد اللہ ملے ہم کو نبی ایسی وفا والے

سفینہ آل پاک اور مصطفےٰ ہیں ناخدا اس کے
خدا ہے ناخدا اس کا اور ہم ہیں ناخدا والے

مریضِ دردِ عصیاں ہوں دوائے دل کا طالب ہوں
بھلا پا لوں شفا آ جائیں گر خاکِ شفا والے

خدا محشر میں تختِ عدل پر جب جلوہ گر ہوگا
بڑی اُمید ہے دیکھیں گے حضرت کو خدا والے

خدا شاہد ہے قرآں پُر ہے اوصافِ محمد سے
تو پھر کیا غم کریں انکار سب ارض و سما والے

اُڑے جاتے ہیں جبریلِ امیں کے ہوش حیرت سے
اُڑے جاتے ہیں حضرت مصطفےٰ عرشِ علیٰ والے

ہلاکت کے گڑھے میں گر رہا ہوں اس بھروسے پہ
کہ آئیں دستگیری کو مری غارِ حرا والے

اگر اندازہ کرنا ہے تجھے صبرِ محمد کا
وجیہ دار ہیں سچا نمونہ کربلا والے

ہمارا ایمان اور دیں ہے کہ کعبہ قطعاً خدا کا گھر ہے
جہاں سے ملتا ہے اے محمد خدائے برتر وہ تیرا در ہے

جمالِ صورت پہ حسنِ سیرت وہ معنویت کی ایک مورت
خدا نے جس کو بنایا پہلے وہ اب مدینہ میں جلوہ گر ہے

خدا ہی جانے نماز ہوگی ریاضِ جنت میں یا نہ ہوگی
سجود مسجد میں ہے یقیناً مگر نہ پوچھو کہ دل کدھر ہے

میں دل کی سیپی میں تجھ کو رکھ لوں سمجھ کے نیساں کے پاک قطرے
غبارِ طیبہ ترے مناسب نہ میری آنکھیں نہ میرا سر ہے

بتا دے مجھ کو خدا کے پیارے کہوں ملک تجھ کو یا کہ انساں
نہ تیرا ہمسر کوئی فرشتہ نہ تیرا ہمتا کوئی بشر ہے

جو ٹپکے آنکھوں سے خوفِ رب سے وہ آبِ رحمت سے کم نہیں ہے
جو تیری الفت میں ٹپکے آنسو خدا کے پیارے وہی گہر ہے

کی رحمت کا ابر گھر کر یہ سوچتا تھا کہاں میں برسوں
ی طرف کو وہ چل دیا ہے نبی کی جس سمت پر نظر ہے

طریقتِ باطنہ کی مشعل ہے شرح حضرتؐ کی اک تجلی
شریعتِ ظاہرا کا رستہ انھیں کے قدموں کی اک ڈگر ہے

و جیہ خستہ نے خوب سمجھا مقامِ امن و سکوں کیا غافل
طمانیت کی تلاش والے نبی کا قرآں نبی کا گھر ہے

ہے اک درجِ صدف پر از یانہ
محمد مصطفیٰ دُرِّ یگانہ
مبارک ہو انھیں جاہِ شہانہ
ہمیں سکا تی ہے روئے سائلانہ
نہ پوچھو منزلت ان کی نہ پوچھو
ہو جس سر پر شفاعت شامیانہ
وہ چاہیں کچھ نہ دیں ہاں آرزو ہے
مری سن لیں دعائے عاجزانہ
یہ اونچا ہے کہیں عرشِ بریں سے
مرا سر ہے نبی کا آستانہ
ترا جود و کرم اللہ اکبر
ترے در کا گدا سارا زمانہ
نبی شمع ہدیٰ پروانے اصحاب
نبوت کا زمانہ تھا زمانہ
زباں کھلتی نہیں شرمندگی سے
مگر منگتا ہے روئے سائلانہ
نبی کے در پہ رحمت کی ہے درخواست
وجیہہ زار ہے تیرا ترانہ

(۵)

سیہ دل اور سواد معصیت اُمید افزا ہے
تجلی خانۂ سترِ خدا دل کا سویدا ہے

وہ صورت بن گئی آدم کی تدبیر مصور سے
زمیں بھی زیر گردوں صورتِ عرشِ معلیٰ ہے

فراقِ مصطفیٰ میں رونے والے کچھ خبر بھی ہے
وہ گوہر ہے جو آنسو یادِ حضرت میں ٹپکتا ہے

عدم تعبیر تھی جس کی جہاں وہ خوابِ وہمی تھا
مگر سچ کر دیا جس نے ترا روئے مجلّیٰ ہے

خدا جانے سخائے قلب اس ہستی کی کیا ہوگی
کہ جس کی بخششِ انگشت سے چشمہ اُبلتا ہے

خطابِ ما رمیتَ میں ثنائے حق تو ظاہر ہے
مگر واللہ اعلم اور بھی مطلب نکلتا ہے

ہزاروں نفس زندہ ہیں مگر یہ روح مردہ ہے
کوئی مومن جو مبتلا ہے تری اُلفت میں مستا ہے

رضا جوئے علی سرکار ہوں نا ہوں بنی راضی،
کہ مرضی نبی میں ہی رضائے حق تعالیٰ ہے
دجیہ بے نوا سودائے عشقِ احمدِ مرسل
نہیں گر نقدِ جاں دے کر بھی مل جائے تو سستا ہے

○

سرورِ دنیا سرورِ دیں، وہ فخرِ دو عالم حق نما میں،
ی میں چھپا اک دُرِّ حسیں، بدلی میں چھپا اک ماہِ مبیں

عالم کا سہارا حق کا دُلارا جانِ زمانہ روحِ زمیں
ہر زخم کا مرہم دل کا سکوں ہر غم کی دوا ہمدردِ حزیں

یائے کرم میں جوش اُٹھا رحمت کی گھٹائیں چھا ہی گئیں
ب جلوہ فگن عالم میں ہوا وہ گیسوؤں والا ماہ جبیں

فانوس میں شمع نورانی محفل کو منور کرتی ہے،
عالم کو منور کرتا ہے طیبہ میں چھپا اک پردہ نشیں

مین جب اُمت ہوتی ہے اور دل میں جو دھڑکن ہوتی ہے
تد سے نچھاور کرتا ہے رحمت کی دعا طیبہ کا مکیں

قدموں پہ مچل کر بادِ صبا سرکارِ دو عالم سے کہنا،
اک چشمِ ترحم کی طالب ہے محتاجِ کرم بھارت کی زمیں

در سے ہنکالا جاتا ہے اُس در کا بھکاری ہائے وجہ
جس در پہ کبھی سنتا ہی نہیں تھا مانگنے والا لفظ نہیں"

محمدِ عربی کا نہ پوچھ جاہ و جلال
خدا کے نور رسالت سے مہر بدر جمال

زمانہ بھر میں مسلّم ہے وہ آمیزیِ نقصال
نبی کے نام سے اُٹھتے ہی بن گئی وہ کما

دہان پاک ہیں دنداں ہیں موتیوں کی لڑی

زبان پاک سے جھڑتے ہیں دُرِ صدق مقال

ضرور قاسمِ نعمت تو ہو مگر آتا

تمہیں نے بھوک سے زہرا کو کر دیا ہے نڈھ

تمہاری ذات ہی آغازِ کائنات ہوئی،

تمہیں تو جملہ امم کی نجات کا ہو مآل

زمانہ بھر کا بھکاری ہے، آپ کا منگ
غنی ہے آپ سے حل ہو گیا ہے جس کا سوا

گذر گیا ہے زمانہ وجیہ باتوں میں

بنے کی بات اگر بن گیا مقال سے حا

ے حسن کے پیکر جلوۂ حق عالم کی ضیا، نورِ باری
ن ہوں تجھ پر غنچۂ دل اے ربِ علا کی گل کاری
تاریکیٔ جاں سیاہیٔ جہاں اور ظلمتِ دل کے تھے بادل
اِک برق خدا کے گھر چمکی چمکا گئی وہ دنیا ساری
ے فرحتِ دل اے راحتِ جاں اے امن و سکونِ ہر دو جہاں
تیرا ہوں تو میرا ہے ہو جائیں بلا سے غم طاری،
افسوس ہے مجھ کو پیاسوں پر محروم ہیں جام ساقی سے
وہ دیکھ رہے ہیں طیبہ سے ہے نہر کرم ہر سو جاری
دینِ نبی ہے عقدہ کشا اور فکر و غم کا حل بھی ہے یہاں
م نہیں پھرتی ہے کیوں دنیائے جہاں ماری ماری
اے سورۂ مزمل کی ضیا تو اپنی قبا میں مجھ کو چھپا
محجوب ہوں حق کے سامنے میں اور حسنِ عمل سے ہوں عاری

کہتے ہیں ذخیرۂ دیں مجھ کو حق یہ ہے کہ ننگِ اُمت ہوں
مجرم بھی ہوں میں کمزور بھی ہوں اور بڑے گناہوں کی بھاری

ہاں حامد نورِ محمد ہوں اور نورِ وزیرِ محمد ہوں
ممتازِ کرم ہے ساتھ مرے گو زخمِ دلی سب ہیں کا
اے ربِّ زماں صنّاعِ جہاں خاصانِ خدا کا خادم ہوں
تو پاک بنا دے ہوں خاکی تو نور بنا دے ہوں ناری،

مسدّس

فیوضِ آسمانی کو زمیں پر کون لایا ہے
ملائک کو مجاہد لشکری کس نے بنایا ہے
زمیں سے عرش جا کر پھر زمیں پر کون آیا ہے
تمامی عالموں پر ابر بن کر کون چھایا ہے

اُسے ابرِ کرم یا رحمۃ اللعالمیں کہیے
اُسے محبوبِ حق یا سرِّ غیبی کا امیں کہیے

ولی کہیے نبی کہیے رسولِ انبیاء کہیے
نجومِ انبیاء کا مہر کہیے یا ضیاء کہیے
ہدایت پیکر و پیغامبر یا نورِ خدا کہیے
اگر کچھ بھی نہ کہیے تو محمد مصطفےٰ کہیے

محمد حامد و محمود تصویرِ محامد ہیں
جو اک گوشۂ تنہائی میں مولیٰ کے عابد ہیں
اسی گوشہ میں مولیٰ کے خدیجہ کو سلام آئے
اسی تنہائی میں حضرت کو اقرأ کے پیام آئے

جو آئے واں سے پوری خلق کے بن کر امام آئے
ندا کوہِ صفا سے آئی سردارِ انام آئے

حرم میں شور برپا تھا امام المتقین آئے
یہ کعبہ سے صدا آئی کہ ختم المرسلین آئے

سعادت ہنس کے بولی اب مرا دورِ جدید آیا
شقاوت رو کے بولی میں گئی وقتِ سعید آیا
یہ ظلمت کہہ رہی تھی نورِ قرآن مجید آیا
زبانِ کفر بول اُٹھی کہ اب بابِ شدید آیا

مناۃ و لات و عزیٰ رو رہے تھے اپنی قسمت کو
ہُبل کہتا تھا لاؤ اب کہاں ہم اپنی عزت کو
ترا قانونِ محکم حکمِ احکم سرورِ عالم
ترا نامِ معظم اسمِ اعظم سرورِ عالم
ترے رخ کی ضیا تھی نورِ آدم سرورِ عالم
ترے قدموں پہ صدقے جانِ عالم سرورِ عالم

خدا نے سروری بخشی تجھے سارے زمانے کی
ترے ہاتھوں میں دیدیں کنجیاں اپنے خزانے کی

خدا معطی تو تم قاسم تمہیں نے ہم کو بتلایا
تمہیں نے راستہ مرضی رب کا ہم کو دکھلایا

رہے سر پر ہمارے حشر کے دن آپ کا سایہ
اٹھا رکھا ہے حق نے اس لیئے ہی آپ کا سایہ

خدا وہ دن بھی لائے آپ کے دامن میں چھپ جاؤں
میں اپنی روسیاہی اپنے مولا کو نہ دکھلاؤں

خدا غفّار ہے اور آپ ہی ہیں رحمتِ عالم
ملی ہے آپ ہی کی ذات سے سب نے حمتِ عالم

مسلّم دو جہاں میں آپ ہی ہیں عظمتِ عالم
مزیّن آپ ہی کی ذات سے ہے خلقتِ عالم

وجیہ بے نوا در پر تمہارے خاک ہو جائے
کہ یہ ناپاک ذرّہ بھی گنہ سے پاک ہو جائے

اُمّت ہوں نبی امی کی پھر کیسے کہوں میں جاہل ہوں
پہچانا میں نے محمدؐ کو پھر کیوں نہ کہوں میں عاقل ہوں

اے حق کی ضیا اے حق کی ندا حق تجھ میں ہے گم تو حق پہ فدا
دکھلا دے رہِ حق مجھ کو شہا میں محوِ فریبِ باطل ہوں

کم ظرف ہوں لیکن حرص بھی ہے اور اپنی غرض کا دیوانہ
میرے تو کرم کچھ بھی ہوں نہ سہی ہاں تیرے کرم کا قائل ہوں

اے ساقی کوثر بھیک ملے اک بوند سہی چھینٹا ہی سہی
ان مست نگاہوں کا صدقہ مل جائے مجھے میں سائل ہوں

اے مہبطِ قرآں روحِ بیاں اے پیکرِ عرفاں علم کی جاں
مجھ پر بھی ربِ زدنی کا ہو راز عیاں میں جاہل ہوں

جو عاشقِ روئے محمدؐ ہے تریاق ہوں اُنکی نظروں میں
لیکن میں ہر اک دشمن کے لئے اک سمِ قاتل ہو نہ ہر اک حاصل ہوں

اے ربِ علیٰ اثمہ ہی سہی مل جائے وجیہِ عاجز کو
ہیں عاشقِ روئے محمدؐ ہوں گو پیکرِ خبث و رذائل ہوں

سوتے سے ندا احمد کو اٹھایا شبِ معراج
اُمت کے نصیبے کو جگایا شبِ معراج

تا حشر رہے جس کا نشہ خلق میں باقی
وہ جام محمد کو پلایا شبِ معراج

بے طبل صدا جس کی سدا گونج رہی ہے
اس نغمۂ غیبی کو سنایا شبِ معراج

اُمت تھی جسے یاد اُسے حق نے بلایا
اس شکل سے ہم کو بھی بلایا شبِ معراج

آقا کو تقرب ہو تو خادم کو ہے معراج
یہ حالِ بلالی ہیں دکھایا شبِ معراج

آنکھوں میں محمد کے بہ قدرت حق نے
خود سرمۂ مازاغ لگایا شبِ معراج

اک بوند ملے مجھ کو وجیہِ دلِ خستہ
اس فیض کی جو غیب سے آیا شبِ معراج

سج گیا جہانِ فلک شانِ میزبانی سے
چل دیا جو اِک مہماں بیتِ اُمّ ہانی سے

سنتے ہیں کہ روحِ قدس لائے مرکب برقی
تھا وہ تیز رو قطعاً برقِ آسمانی سے

راکبِ عرب نوری مرکب فلک بجلی
اس لیئے تعجب ہے منکر رِدانی سے

پہلے تو سمجھ لیں ہم وقت کی حقیقت کو
پھر کریں گے بحثیں ہم سرعتِ زمانی سے

اے مکانِ شاہِ دیں مجھ پہ رحمتِ رب ہے
سلسلہ ملا تیرا حیّزِ لامکانی سے

کیا ہے وہ شبِ اسریٰ کیا ہے لیلۃ معراج
مل گئیں حدودِ فنا ملکِ جاودانی سے

پھول رحمتِ حق کے ہوں نثار اُس گل پہ
بن گئے ہیں دل گلشن جس کی گلفشانی سے

آمدِ شہِ دیں کا بس ہے ما حصل اتنا
عیش آخرت ہو بلند زندگیِ فانی سے

روضۂ شہِ دیں پہ اے وجیہہ خوش قسمت
پھول کچھ نچھاور کر باغِ زندگانی سے

حاضری دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
(۱۹۵۶ء)

اے نورِ جمالِ کبریائی — تو سرورِ جملہ انبیائی
اے ظلِ کریم و سایۂ حق — در سایۂ تو ہمہ خدائی
من عاجز و ناتواں فقیرے — تو سید جملہ اغنیائی
پروانہ شمع کعبہ ہستم — تو شمع برائے شمع آئی
خاکِ درِ تو سحابِ رحمت — نازم بدرت بجبہ سائی
اے قاسمِ سوزِ والہانہ — یک شعلہ ز عشقِ حق نمائی
اے ساقیِ تشنگانِ محشر — یک جرعہ طفیلِ دلربائی
دارم بدلم ہزار ظلمت — حرفے نہ کنم کہ تو ضیائی
فانی شدہ ام بذاتِ پاکت — باقی شدہ ام کہ تو بقائی
شاہا بجواب من چہ گویم — پرسند اگر کہ از کجائی

گر اذن شود وجیہہ گوید
آیم ز درِ خدانمائی

مجبوبِ حق خیر البشر آں مظہر نور خدا
ختمِ رسل فخرِ جہاں ہم مصطفےٰ ہم مجتبےٰ
آں رونقِ عرشِ بریں ہم زینتِ فرشِ زمیں
از نورِ فیضِ ذاتِ اُو چرخِ رسالت را ضیا
دستش بظاہر بے نوا دارد و لے صد ہا نوا
گنجِ کرم جودِ اتم فیض و عطا کانِ سخا
از جلوہ گاہِ حق خبری عالم ز نورِ روشن شدہ
تو نورِ حق حسنِ ازل شمس الضحیٰ بدر الدجےٰ
اے زلفِ تو زنجیرِ دل وے روئے تو نحمد خدا
عالم مریضِ عشقِ تو در چشمِ تو عین الشفا
اے چارہ ساز انس و جاں وے غمگسارِ بیکساں
از بحرِ جودت قطرۂ از بہرِ ایں مسکیں گدا
سوز و جبیں خستہ جاں دارد دو گوشِ صد دردِ غم
لیکن نگاہے گر کنی زائل شود رنج و بلا

عربی نعت

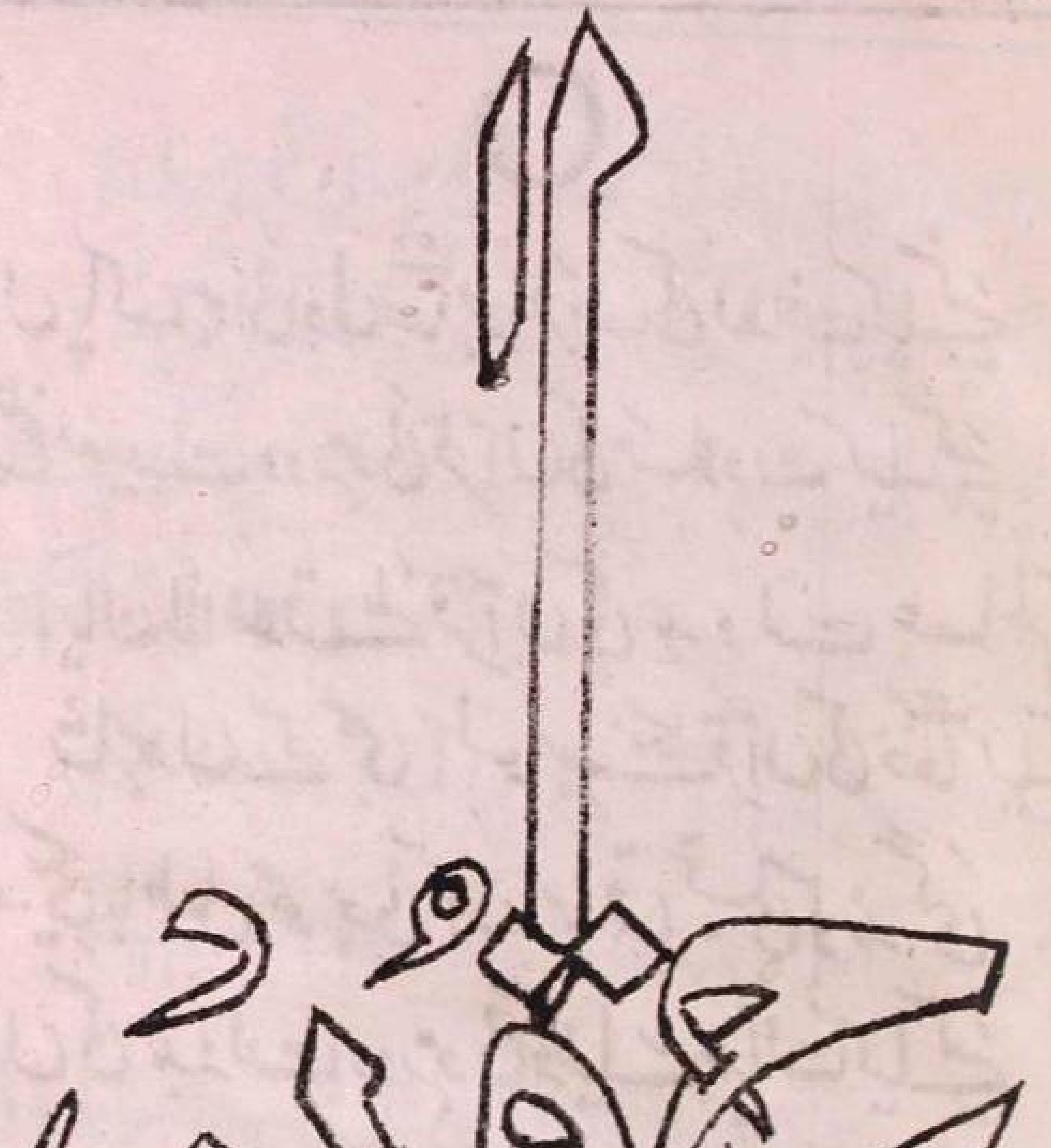
اَنْتَ مَوْلَائِیْ حَبِیْبِیْ اَنْتَ مَحْمُوْدُ الْمَقَام
اَلصَّلوٰۃُ عَلَیْکَ یَاخَیْرَ الْبَرَایَا وَالسَّلَام

اِنَّکُمْ سِرْتُمْ اِلٰی عَرْشِ الْاِلٰہِ سَیْرُکُمْ
جَاءَ فِیْ اِذَا اِنَّکُمْ اَصْوَاتُھُمْ مِنْ لَّامَقَام

اِنَّکُمْ طٰهٰ وَیٰسٓ اِنَّکُمْ خَیْرُ الرُّسُلْ
اِصْطَفَاکُمْ وَاجْتَبَاکُمْ رَبُّنَا بَیْنَ الْاَنَام

قَاسِمُ الْخَیْرَاتِ وَالْبَرَکَاتِ فِیْ دُنْیَائِنَا
سَاقِیُ الْعَطْشَانِ مَاءَ الْحَوْضِ فِیْ یَوْمِ الْقِیَام

نُوْرُ اَفْلَاکٍ وَّعَرْشٍ فَائِزٌ مِنْ نُّوْرِکُمْ
نُوْرُکُمْ مِنْ نُّوْرِ خَلَّاقِ الضِّیَاءِ وَالظَّلَام



جاں پاک ہوئی دل صاف ہوا قرآں کی لطافت کیا کہیئے
ہر تلخ مصیبت دور ہوئی قرآں کی حلاوت کیا کہیئے

ایماں ملا اخلاق ملے قرآں کی بدولت عالم کو
شاہوں کے بھی آنسو بہہ نکلے قرآں کی خطابت کیا کہیئے

تاریکیٔ باطل محو ہوئی اور برقِ تجلی کوند گئی
قرآں کی بدولت دور ہوئی دنیا سے جہالت کیا کہیئے

اک نور تو ہے قرآں کی ضیا اک نور نبی ہے نورِ خدا
دو نور ہوں جس کی قسمت میں اس قوم کی حالت کیا کہیئے

توراتِ کلیمی اگنگ ہوئی انجیل کے دم میں دم نہ رہا
دیتی تھی صدا بیت المقدس قرآں کی امامت کیا کہیئے

ے وادی نخلہ یاد ہے کچھ کیا صبح سہانی تھی تیری!
نات بھی ایماں لاتے تھے حضرت کی قرأت کیا کہیے

پھیلا گئی قوم حبشی میں ایماں کی ضیا اور حق کی جلا
قرآن سے سورۂ مریم کی تھوڑی سی تلاوت کیا کہیے

دنیائے ادب میں بزم سخن تھی اپنی فصاحت پر نازاں
شرما گئی بس اِک اُمی سے قرآں کی بلاغت کیا کہیے

مانا کہ وجیہ خستہ کی باتیں ہیں سراسر جذباتی
لیکن ہیں عقیدت کی کلیاں کلیوں کی لطافت کیا کہیے

دیا وحیِ الٰہی نے ہمیں حق پاسبانی کا
بگاڑا ہم نے شیرازہ کتابِ آسمانی کا
خدا نے آسماں سے خوانِ نعمت ہم کو بھیجا تھا
ادا ہم نے کیا کیا شکریہ اس میہمانی کا
نظامِ مملکت تدبیرِ منزل اس میں پنہاں ہے
اسی میں راز ہے مضمر ہماری کامرانی کا
اسی نورِ الٰہی سے دو عالم میں اُجالا ہے
یہی سامان ہے ہم بیکسوں کی شادمانی کا
ہر اک صورت علاجِ نفس امارہ کا نسخہ ہے
ہر اک آیت ازالہ ہے دلوں کی ناتوانی کا
ہر اک پارہ ہے سیمیں بلکہ زرّیں نعمتِ باری
یہی اکسیر بنتا ہے حیاتِ جاودانی کا

کلامِ حضرتِ حق اور زبانِ احمدِ مرسل
صحابہ نے مزہ لوٹا ہے ان کی دُرفشانی کا
نرالی طرز ہے اس کی نرالا ہے بیاں اس کا
جہانِ کفر بھی قائل ہے اس کی خوش بیانی کا
جن و انساں ہیں شیدائی فرشتے بھی فدا اس پہ
خدا اشتا ہے خود وہ مرتبہ سبع مثانی کا
مسلمانو! تمہیں کونین کی نعمت خدا دے گا
ذرا دامن پکڑ لو تم کتاب آسمانی کا
وجیہ زار کو یارب بنا دے پیکرِ مرسل
کہ جس نے کر دیا عادی ہمیں قرآں خوانی کا

ہمارا عقیدہ ہے ایماں ہمارا
گرے منہ کے بل نہ ہے یہ نقصاں ہمارا

زمانہ پہ روشن زمانہ ہے شاہد
خدا کے کرم سے ہے ایماں ہمارا

زمانے کا مصلح زمانے کا محسن
زمانے کا رہبر ہے قرآں ہمارا

مسائل کی زینت دلائل کی رفعت
حقائق کی حکمت ہے برہاں ہمارا

جہاں میں ہیں بے حد قوانین جاری
مگر سب سے اعلےٰ ہے فرقاں ہمارا

حکومت خدا کی نیابت نبی کی
یہ قرآں ہے قانون سلطاں ہمارا

غزالی و رازی معطر ہیں جس سے
وہ رشکِ جناں ہے گلستاں ہمارا

فراست یہاں آکے ہم سے سبق لے
کہ ہے مرکزِ علم و عرفاں ہمارا
جو وحشی تھے ان کو فرشتہ بنایا
مکمل ہے ایسا دبستاں ہمارا

ہمیں ظلمتِ قبر کی فکر کیوں ہو
کہ ہے نورِ قرآں نگہباں ہمارا

وجیہہ وجاہت کہے کوئی لیکن
وہ کیا جانے خسران و حرماں ہمارا

○

متاعِ کون و مکاں مرجعِ انام ہے یہ
جسے پیامِ خدا کہیے وہ کلام ہے یہ

نبی کے حسن پہ شاہد ہے وہ کلام ہے یہ
خدا کے عشق کا پیغام اور سلام ہے یہ

خدا نے بات نہ کی اس کے بعد بندوں سے
خدائے پاک کا بس آخری پیام ہے یہ

نبی کی بات تو دیکھو کہ بات بات کمال
کمال یہ ہے کہ معجزہ نما کلام ہے یہ

نظامِ بزمِ جہاں ہے تو نظمِ قرآں سے
حیاتِ ہر دو جہاں کا نظام تام ہے یہ

فقیر خاک نشیں ہو کہ شاہِ تخت نشیں،
کسی کی مِلک نہیں ہے صلائے عام ہے یہ

یہ دے رہے ہیں شہادت چہاردہ سجدے
عبادتوں کے فلک پر مہ تمام ہے یہ
بجھی ہے بعض کی تو سات اور زبور سے پیاس
مٹائی تشنگی سب کی وہ ایک جام ہے یہ
اسی نے گردنیں باطل کی سب قلم کر دیں
فتوحِ صدق کی شمشیر بے نیام ہے یہ
یہ اختتامِ کلام خدا کی محفل ہے،
خدا قبول کرے حسنِ اختتام ہے یہ،
تری کتاب سے یارب ہو پختہ کار وجیہ
ابھی تو بندۂ عاصی ہے اور خام ہے یہ

شریعت ساز ہے سازِ طریقت کی صدا ہے یہ
جسے قرآن کہئیے صوتِ سرمد کی ندا ہے یہ

غذائے روحِ مومن دردِ عصیاں کی دوا ہے یہ
دلِ بیمار اب کیوں غم کرے دار الشفا ہے یہ

نظامِ نوعِ انسانی متاعِ ملک لافانی
حیاتِ روحِ ایمانی رخِ حق کی ضیا ہے یہ

رُخِ باطل کے پردے چاک کر ڈالے شعاعوں سے
یہ ہے بدرِ صداقت اور شمسِ حق نما ہے یہ

اسی ذکر مبارک سے زبانیں پاک ہوتی ہیں
اسی سے سیاہ دل روشن ہوئے ہیں وہ ضیا ہے یہ

ہر اک صورت گلستاں ہے ہر اک آیت ہے گلدستہ
ہر اک جملہ کلی ہے کتنی کلیوں سے سجا ہے یہ

تمامی عالموں کی حکمتوں کا ہے یہ مجموعہ
زمین و چرخ کے درمیاں نیا ارض و سما ہے یہ

ہر اک فقرہ ہے پُر صنعت ہر اک صنعت میں رنگینی
معانی ہیں حکیمانہ، حِکم کی انتہا ہے یہ

عصائے موسوی معجز نما اک تازیانہ ہے
نرالی بات قرآں کی یہ سیف مصطفیٰ ہے یہ

دبیرؔ زار کچھ حد بھی ہے وصفِ ذاتِ قرآں کی
یہ خود ہی مدعی شاہد ہے خود ہی مُدعا ہے یہ

فصاحت کا چمن ہے اور بلاغت کا گلستاں ہے
جو مہکا دے دلوں کو اور روحوں کو وہ قرآں ہے

تمامی عمر پڑھیے اور نہ ہو دل کو کبھی سیری
زمانہ بھر میں وہ باری تعالیٰ کا ہی فرماں ہے

صفاتِ حق کا جلوہ اور کمالِ ذات کی رفعت
یہ دو دریا ہیں جس کا ایک سنگم ذات فرقاں ہے

ملائک کی عبادت بھی مسلّم اور اطاعت بھی
مگر جس کو ملی قرآں کی دولت وہ مسلماں ہے

نظر آتے ہیں دنیا میں خرد کے مدعی لاکھوں
مگر محروم ہے جو نور قرآں سے وہ ناداں ہے

خدا نے بھر دیا دریائے رحمت ایک کوزہ میں
یہ وہ کوزہ ہے جس سے شانِ اعجازی نمایاں ہے

وجیہہ بے نوا کو اے خدا سیرت میں کامل کر
کرم سے تیرے مومن ہے زباں پر نظم قرآں ہے

الٰہی ہم نے قرآں کو پڑھا ہے		کلام پاک کو ہم نے سنا ہے
تلاوت کا مزہ سب نے لیا ہے		عبادت کا سماں سا بندھ گیا ہے

میسر ہیں ہمیں اتنے سہارے
لگی جاتی ہے اب کشتی کنارے

یہ مانا ہم نے ہم سب بے نوا ہیں		مگر تیرے ہی بندے اے خدا ہیں
غنی ہے ذات تیری ہم گدا ہیں		کرم فرما کہ ہم بے آسرا ہیں

ہمارا کام سب تیرے کرم پر
ہمارا آسرا جودِ اتم پر

علومِ ظاہری کی کان یاں پر		فیوضِ باطنی کی شان یاں پر
حدیث و فقہ اور قرآن یاں پر		غرض دینِ نبیؐ کی جان یاں پر

شہ احمد علیؒ کی ہے عنایت
یہ ہے شاہِ علیؒ کی اک کرامت

الٰہی واسطہ کل انبیاء کا
الٰہی واسطہ سب اولیاء کا

الٰہی واسطہ آلِ عبا کا
شفیع المذنبیں نورِ خدا کا

ہمارا دامنِ اُمید بھر دے
ہمارے علم کی تکمیل کر دے

ہمارے بھائی دھوکے کھا رہے ہیں
سمجھتے ہیں کہ آگے جا رہے ہیں

ترقی کا یہ گانا گا رہے ہیں
بلندی سے یہ نیچے آ رہے ہیں

الٰہی ہم کو تو پیچھے ہٹا دے
محمد مصطفےٰ سے جا ملا دے

چمن میں پھول کھلتے ہیں نظر مسرور رہتی ہے
مہکتی ہے جو خوشبو چشم دل مخمور رہتی ہے،

ستاروں کی چمک سے تیرگی مستور رہتی ہے
ضیا جب پھیلتی ہے سب زمیں معمور رہتی ہے

جہانِ مادّی کے ان کرشموں سے ہے حیرانی
مگر فانی ہیں یہ باقی فقط ہے ملک روحانی

کہیں روغن کے دریا حضرتِ انساں بہاتے ہیں
کہیں پر گیس کے شعلے فضا میں یہ اڑاتے ہیں

زمیں سے ان کے راکٹ جانبِ گردوں بھی جاتے ہیں
کبھی یہ چاند کی مٹی بھی اپنے ساتھ لاتے ہیں

مگر جب حال پوچھو ان سے روحِ نوعِ انساں کا
تو کہتے ہیں کھلونا ہے ہمارے طاقِ نسیاں کا

جڑوں کو کاٹتے ہیں شاخ پر بیٹھے یہ دیوانے
حقائق ان سے اوجھل ہیں سناتے ہیں یہ افسانے

عروجِ مادیت کے نشہ میں ہیں یہ مستانے
نظر میں ان کی احمق ہیں خدائی دیں کے فرزانے

تجھے کیا ہو گیا اے ابنِ آدم کیوں ہوا غافل
خدا نے علم سے تجھ کو بنایا تھا بڑا عاقل

معاشِ دنیوی کی ہے ضرورت ابنِ آدم کو
تمدن کے تعلق کی ہے حاجت پورے عالم کو

ہر اک انساں چہتا ہے انیس و یار و ہمدم کو
طلب کرتا ہے ہر بیمارِ غم زخموں کے مرہم کو

غرض اس مادی دنیا میں دنیا چاہیے سب کو
ہمارا مدعا یہ ہے نہ بھولے آدمی رب کو.....

ھے مخلوق ہو کر اپنے خالق کا نہ خیال آیا
قی میں ہوا تو عجمک دیں پر زوال آیا
یہ ایسا انقلاب آیا کہ دنیا پر وبال آیا
خدا کی شانِ رحمت گھٹ گئی جوشِ جلال آیا
علاج اس کا یہی ہے ہم بنیں تصویرِ قرآنی
اسی کے واسطے ہے درسگاہ علم فرقانی
یہاں ہے درسِ قرآں اور درسِ علم پیغمبر
یہاں پر علم عقلی اور نقلی کا بھی ہے دفتر
یہاں پر حفظ قرآں اور قرأت کا بھی ہے مصدر
یہاں علم شریعت اور طریقت کا بھی ہے منظر
یہاں احمد علی کے علم و عرفاں کا ہے گہوارہ
یہاں شاہ علی کے فیض کا بہتا ہے فوارہ
یس احمد علی کا گلشن شاداب ہو جائے
یہاں کا گوشہ گوشہ مرکز آداب ہو جائے
یہاں کا طرز افکارِ ولی نایاب ہو جائے
یہاں کا درجہ درجہ مرجع کلاب ہو جائے
شبیر بے نوا کو بھی ملے فیضان روحانی
کہ اس کے دل سے مٹ جائیں سبھی آفات نفسانی

اب نیا دور ہے ہر بات نئی بھاتی ہے
آج سائنس ہر اک چیز کو شرماتی ہے
ٹیپ ریکارڈ میں آواز سما جاتی ہے
چند لمحات میں لندن سے خبر آتی ہے

آدمی اُڑتا ہے تا چاند چلا جاتا ہے
یہ تو سب کچھ ہے مگر دین مٹا جاتا ہے

صورتیں رنگ برنگ دکھتی ہیں بازاروں میں
نوجوان لڑکیاں اب پھرتی ہیں بازاروں میں
قہقہہ خیاں کرتی ہوئی ہنستی ہیں بازاروں میں
بے حجابانہ پھرا کرتی ہیں بازاروں میں

غیرت قوم نہیں غیرت مذہب معدوم
جس کا آغاز یہ ہو اس کا نتیجہ معلوم

ہائے مسلم کہ کوئی خود ہی بناتا ہے شراب
ہائے مومن کہ ترا شغل ہے اب خمر و کباب
جھوٹ سے مکر سے ادہر فحش سے پُر ترا خطاب
تو نے بھولے سے طلب کی نہ کبھی راہ صواب

تو ہی خود سوچ لے تنہائی میں قسمت اپنی
دل کے آئینہ میں خود دیکھ لے صورت اپنی

سلیمہ پر تو ستم ہی کیا تو نے کرم
کیا بڑھے بھول کے مسجد کی طرف تیرے قدم
تو نے دنیا کے لئے سب ہی سہے رنج و الم
کیا کبھی بھول کے یاد آئی رہِ ملکِ عدم

خوابِ غفلت سے اُٹھو اور سنبھالو تقدیر
زندگی اپنی سنبھلنے کی نکالو تدبیر

مال مسلم کے لیے کم نہیں پھر بھی ہے ذلیل
قوم اونچی سے بھی اونچی ہے مگر خلق رذیل
سیرتِ فتح کا منظر ہے کہیں حسنِ جمیل ؟
صورتِ بد لئے بگڑی ہے کہیں شانِ جلیل

اس مصیبت کا سبب ایک ہے شیطانِ خبیث
اے نجیبہ اس کی دوا ایک ہے قرآن و حدیث

نعتیہ غزل

جو چاہے کہے مجھ کو سارا زمانہ
نہ چھوٹے گا مجھ سے ترا آستانہ

نہ چھوٹا ہے اب تک نہ یہ چھٹ سکے گا
ترا سنگِ در ہی ہے میرا ٹھکانہ

زمانہ کو حیرت ہے اے طائرِ جاں
فلک تیرا گلشن زمیں آشیانہ،

یہ دانا کی تنگی یہ ناداں کی وسعت
یہی تو ہے تقدیرِ رب غائبانہ

خطا ان کے تیروں سے ہے غیر ممکن
مگر ہٹ گیا ہے جگہ سے نشانہ
اب آجائے موجِ کرم ، اے ابرِ رحمت
ترا گھٹ نہ جائے گا پُر دُر خزانہ
ہرا ہو گیا زخمِ دل یادِ گُل میں
قفس میں جو یاد آگیا آشیانہ
رُلاتا ہے مجنوں کو بلبل کو نالہ
بناتا ہے مجنوں یہ میرا ترانہ
وجیہہ زمانہ وہی بن سکے گا
جسے مل گئی بندگی عاجزانہ

قطعات

(۱)

سخت شرمندۂ عصیاں ہوں ندامت کو نہ پوچھ
ہوں گنہگار مگر میری جسارت کو نہ پوچھ
بازآ مجھ کو جہنم سے ڈرانے والے
ہادیٔ ملجا محشر کی حمایت کو نہ پوچھ

(۲)

وہ گلزارِ حق کی شگفتہ کلی
وہ دانائے رازِ خفی و جلی
تمنائے قلبی مرادِ دلی
وزیرِ محمد ہیں شاہ علی

رباعیات فارسی

یارب من و کردارِ من و زشتیِ من
سیلے ست گراں بار زبوں کشتیِ من
لیکن کرمت ساحل و رحمت ملاح
خود را بنگر تو ، منگر پستیِ من

اے ذاتِ تو مخفی ست صفاتِ تو عیاں
موج کرمت ظاہر و دُرِ تو نہاں
مائیم تحیر تجلائے شیونت
در سینہ ما جائے کن اے پاک تر از جاں

آدم ز بہشت آمدہ بر روئے زمیں
تا آہ رساند بدرِ عرشِ بریں ،
اے پست مرنج از رہِ پستی ہرگز
بر عرش رسد آہِ نوائے خاک نشیں

محمد کہ خورشیدِ ذی قدر بود — وزیرش دریں عصر ہم بدر بود
چو سعدین شد اسم با کنیت — وزیر محمد ابوبکر بود ،